بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتنا علم سیکھنا فرض ہے اور اس کے لیے کس حد تک کوشش کرنا ضروری ہے ؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(1) جتنا علم سیکھنا ہر ہر مسلمان، عاقل بالغ پر فرض ہے یا کسی فرد کا اپنی ضرورت و شعبے کے بارے میں جتنا علم سیکھنا ضروری ہے، اگر وہ اتنا علم نہیں سیکھتا تو کیا ازروئے شرع فاسق و مردود الشہادۃ قرار پائے گا یا نہیں ؟

(2) اور اگر وہ سیکھنا شروع کردے تو زمانہ کوشش میں اس کے متعلق کیا حکم شرعی ہوگا ؟

(3) نیز کوشش کس حد تک کرنا ضروری ہے، کیونکہ دیگر مصروفیات روزگار کے حوالے سے بعض اوقات ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ان کو بالکل نہیں چھوڑ سکتا، اس کے حوالے سے جو احکام بنتے ہیں، ان کے بارے میں رہنمائی ارشاد فرما دیجئے۔

جواب

(1) جن علوم کا سیکھنا فرض ہے، ان کا ترک فسق ہے اور اس وجہ سے انسان مردود الشہادۃ قرار پاتا ہے (یعنی اس کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔)

درمختار میں ہے "سأل عما يجب عليه تعلمه من الفرائض، فإن لم يعرفها ثبت فسقه، لما في المجتبى: من ترك الاشتغال بالفقه لا تقبل شهادته، والمراد ما يجب عليه تعلمه منه نهر" ترجمہ: مطعون سے قاضی ان کے متعلق سوال کرے گا جن کا سیکھنا اس پر لازم ہے، پس اگر اس نے ان کا علم حاصل نہ کیا تو اس کا فسق ثابت ہو جائے گا، اس وجہ سے جو مجتبیٰ میں ہے کہ فقہ کے ساتھ مشغولیت کو جس نے ترک کیا اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی یہاں فقہ سے مراد وہ علوم ہیں جن کا سیکھنا اس پر واجب ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ نہر الفائق میں مذکور ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، ج 6، ص 110، کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں امام اہلسنت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "یُونہی اگر سب گواہ ظاہر الفسق ہیں مثلاً وُہ لوگ کہ جماعت کے پابند نہیں یا ناجائز تماشا دیکھا کرتے یا حرام نوکری یا پیشہ رکھتے یا داڑھی حدِ شرع سے کم رکھواتے یا ریشمیں کپڑے یا سونے چاندی کے ناجائز لباس یا زیور پہنا کرتے **یا ضروریات دین سے غافل بے علم جاہل ہیں کہ نماز، روزہ، وضو، غسل کے فرائض و شرائط و مفسدات سے آگاہ نہیں یا تجارت کرتے ہیں اور بیع و شراء کے ضروری احکام نہ سیکھے و علیٰ ھذا القیاس جن مسائل کی ضرورت پڑے اُن کی تعلیم سے باز رہنے والے کہ یہ سب فساق مردود الشہادۃ ہیں** تو ایسوں کی گواہی تو شرع مطہر میں اصلاً معتبر نہیں، فی الدر المختار، لا تقبل شهادة

الجاہل علی العالم لفسقه بترک مایجب تعلمه شرعا۔۔۔وفیه سئل القاضی عمایجب علیه من الفرالض فان لم یعرفها ثبت فسقه لمافی المجتبی من ترک الاشتغال بالفقة لاتقبل شہادته والمراد مایجب علیه تعلمه منه نهر“

ترجمہ: درمختار میں ہے: جاہل شخص کی عالم کے خلاف گواہی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ وہ جن علوم کا سیکھنا شرعاضروری ہے، ان کے ترک کرنے کی وجہ سے فاسق ہے۔ اوراسی میں ہے کہ قاضی ان کے متعلق سوال کرے گا جن کا سیکھنا اس پر لازم ہے، پس اگر اس نے ان کا علم حاصل نہ کیا تو اس کا فسق ثابت ہوجائے گا، اس وجہ سے جو مجتبی میں ہے کہ فقہ کے ساتھ مشغولیت کو جس نے ترک کیا اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی یہاں فقہ سے مراد وہ علوم ہیں جن کا سیکھنا اس پر واجب ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ نہر الفائق میں مذکور ہے۔“ (فتاوی رضویہ، ج10، ص 387-388، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) زمانہ کوشش میں وہ معذور ٹھہرے گا جیسا کہ اگلی شق میں اس پر جزئیات آرہے ہیں کہ پوری کوشش کرنا لازم ہے ورنہ گنہگار رہے، معذور نہ ٹھہرے گا، جن کا مطلب ہے کہ زمانہ کوشش میں گناہ کا حکم بھی نہ ہوگا اور معذور بھی ٹھہرے گا۔

(3) اور کوشش دن رات کرنا اس پر لازم ہے، اس کی کوئی حد نہیں۔ ہاں اپنا اور اہل وعیال وغیرہ کا نفقہ حاصل کرنے وغیرہ کی جو ضروری مصروفیات ہیں، ان کو اپنانے کے بعد جو ٹائم بچے وہ اس علم کے سیکھنے میں صرف کرے جیسے قضا نمازوں وغیرہ کا حکم ہے کہ وہ بھی علی الفور لازم ہیں لیکن ضروری مصروفیات میں مشغول ہونے کی رخصت ہے۔

فتح القدیر میں ہے ”والأمي يجب عليه كل الاجتهاد في تعلم ما تصح به الصلاة ثم في القدر الواجب وإلا فهو آثم وقدمنا نحوه في إخراج الحرف الذي لا يقدر على إخراجه“ ترجمہ: امی (جو فرض قراءت پر قادر نہ ہو، اس) پر اتنی مقدار سیکھنے میں پوری کوشش کرنا واجب ہے، جس سے نماز درست ہوتی ہے، پھر واجب مقدار میں پوری کوشش کرنا لازم ہے، اگر ایسا نہ کیا تو وہ گنہگار ہے اور ہم نے اسی طرح کا حکم پیچھے بیان کیا ہے، اس حرف کو نکالنے میں کہ جس کے نکالنے پر اسے قدرت نہ ہو۔ (فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج 01، ص 377، بیروت)

بحر الرائق میں فتح القدیر کے حوالے سے اس عبارت کو نقل کرکے برقرار رکھا ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے ”ذكر الإمام التمرتاشي يجب أن لا يترك الأمي اجتهاده في آناء ليله ونهاره حتى يتعلم مقدار ما يجوز به الصلاة فإن قصر لم يعذر عند الله تعالى. كذا في النهاية“ ترجمہ: امام تمرتاشی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: امی پر دن رات کوشش کرنا واجب ہے یہاں تک کہ وہ اتنی مقدار سیکھ لے، جس سے نماز درست ہوتی ہے، اور اگر اس نے اس میں کوتاہی برتی تو وہ اللہ تعالی کے ہاں معذور نہ ہوگا۔ اسی طرح نہایہ میں ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، ج 1، ص 86، کوئٹہ)

اسی طرح کی عبارت بنایہ شرح ہدایہ میں بھی ہے، اس میں یہ عبارت ذکر کرنے کے بعد فرمایا: "وبه قالت الائمة الثلاثة" ترجمہ: ائمہ ثلاثہ کا یہی موقف ہے۔ (البنایہ شرح ہدایہ، باب الامامۃ، ج 02، ص 444، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے "اس قدر تجوید جس کے باعث حرف کو حرف سے امتیاز اور تلبیس وتبدیل سے احتراز حاصل ہو واجبات عینیہ و اہم مہمات دینیہ سے ہے آدمی پر تصحیح مخارج میں سعی تام اور ہر حرف میں اُس کے مخرج سے ٹھیک ادا کرنے کا قصد و اہتمام لازم کہ قرآن مطابق ما انزل اللہ تعالی پڑھے۔۔۔ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے اگر کوئی حرف غلط ہوتا ہو تو اس کی تصحیح و تعلم میں اس پر کوشش واجب **بلکہ بہت علماء نے اس سعی کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ عمر بھر روز و شب ہمیشہ جہد کئے جائے کبھی اس کے ترک میں معذور نہ ہو گا۔"** (فتاوی رضویہ، ج6، ص 261، 262، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے "جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اگرچہ ان کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کی خورد و نوش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے تو کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضا پڑھتا رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔" (بھار شریعت، ج1، حصہ 4، ص706، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بہار شریعت میں ہے "**اُمّی پر واجب ہے کہ رات دن کوشش کرے یہاں تک کہ بقدر فرض قرآن مجید یاد کرلے، ورنہ عنداللہ تعالیٰ معذور نہیں۔** جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے اس پر واجب ہے کہ تصحیح حروف میں رات دن پوری کوشش کرے اور اگر صحیح خواں کی اقتدا کرسکتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی اقتدا کرے یا وہ آیتیں پڑھے جس کے حروف صحیح ادا کرسکتا ہو اور یہ دونوں صورتیں ناممکن ہوں تو زمانۂ کوشش میں اس کی اپنی نماز ہو جائے گی اور اپنے مثل دوسرے کی اِمامت بھی کرسکتا ہے یعنی اس کی کہ وہ بھی اسی حرف کو صحیح نہ پڑھتا ہو جس کو یہ" (بھار شریعت، ج1، حصہ 3، ص570، 571، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

در مختار میں ہے "(ویجوز تأخیر الفوائت) وإن وجبت علی الفور (لعذر السعي علی العیال)" ترجمہ: قضا نمازوں کی ادائیگی اگرچہ فوراً واجب ہے لیکن اہل و عیال کے نفقہ کے حصول میں کوشش کرنے کے عذر کی وجہ سے تاخیر جائز ہے۔

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے "(قوله لعذر السعي) الإضافة للبیان ط أي فیسعی ویقضي ما قدر بعد فراغه ثم وثم إلی أن تتم" ترجمہ: یعنی وہ کوشش کرے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد جو وقت بچے اس میں جتنی نمازوں پر قادر ہو وہ قضا کرے اور یونہی سلسلہ جاری رکھے یہاں تک کہ تمام نمازیں ادا ہو جائیں۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، ج2، ص646، کوئٹہ)

ملفوظات اعلی حضرت میں ہے "اگر کسی شخص کے ذمے تیس یا چالیس سال کی نمازیں ہیں واجب الادا، اس نے اپنے ان ضروری کاموں کے علاوہ جن کے بغیر گزر نہیں کاروبار ترک کر کے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کرلیا کہ کل نمازیں ادا کر کے آرام لوں گا اور فرض کیجئے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک دن ہی کے بعد اس کا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالی اپنی رحمت کاملہ سے اس کی سب نمازیں ادا کردے گا، قال اللہ تعالی: ﴿وَ مَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَ قَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ ترجمہ: جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرتا ہو نکلے پھر اسے راستے میں موت آجائے تو اس کا ثواب اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا۔

یہاں مطلق فرمایا، گھر سے اگر ایک ہی قدم نکالا اور موت نے آلیا تو پورا اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور کامل ثواب پائے گا،

وہاں نیت دیکھتے ہیں، سارا دارومدار حسنِ نیت پر ہے۔ (ملفوظات اعلی حضرت، ص126، 127، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: محمد عرفان مدنی

مصدق: ابو الحسن مفتی محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر: GRW-660

تاریخ اجراء: 21 جمادی الاولی 1444ھ/16 دسمبر 2022ء